متفرق امور

(تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۱۶ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی

(جو ۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء کے سالانہ جلسہ پر ہوئی)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ○ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ○ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَ مَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَ لَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ (العنکبوت ۱ تا ۸)

میں نے قرآن کریم کی کچھ آیتیں آپ لوگوں کے سامنے پڑھی ہیں۔ عام مسلمانوں میں رسول کریم ﷺ سے بُعد اور دوری کی وجہ سے قرآن کریم کی عظمت نہیں رہی اور اس وجہ سے انہوں نے عام طور پر سمجھ لیا ہے کہ قرآن کریم ایک جادو اور ٹونے کی کتاب ہے اس لئے جس طرح ایک مشرک اور بت پرست کچھ بنے بنائے لفظ اور گھڑے گھڑائے فقرے پڑھتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور نہیں سمجھتا کہ ان کے کہنے کی کیا غرض ہے اور ان الفاظ کا کیا مطلب ہے اسی طرح آج کل کے مسلمان کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ قرآن کریم جادو اور ٹونے کے لئے آیا تھا اس لئے اس کی کوئی آیت لکھ کر باندھ لینا یا عمدہ عمدہ غلافوں میں لپیٹ کر گھر میں رکھ چھوڑنا کافی ہے۔ میں نے یہ آیات اس رنگ میں نہیں پڑھیں

کیونکہ میں قرآن کریم کو جادو یا ٹونے کی کتاب نہیں سمجھتا بلکہ خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتا ہوں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا مکتوب ہے جو بندوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور اس شہنشاہ کا جو بادشاہوں کا بادشاہ اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے اپنی مخلوق اور مملوک کی طرف اعلان نکلا ہے۔ پس اس کی ایک یا دو آیتیں پڑھنا یا اس کا کوئی حصہ سنانا یا پڑھنا یہ نہیں کہ جادو یا ٹونے کے طور پر ہے بلکہ اس کی غرض اور مدعا یہ ہے کہ اس کا مطلب سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ میں نے دیکھا ہے گلیوں میں بعض ڈھنڈورا دینے والے جب کسی معمولی سی بات کا ڈھنڈورا دیتے ہیں مثلاً یہی کہ کوئی دوکان نیلام ہوتی ہے تو لوگ گھروں سے باہر نکل کر یا کھڑکیاں کھول کر بڑے غور سے اس آواز کو سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اگر بادشاہ یا کسی بڑے حاکم کی طرف سے اعلان ہو تو اس کے معلوم کرنے کے لئے اس بے تابی سے دوڑے جاتے ہیں کہ گویا ان کی زندگی کا دارومدار ہی اس کے معلوم کرنے پر ہے۔ مگر افسوس اور سخت افسوس کہ اس شہنشاہوں کے شہنشاہ کی طرف سے ایک اعلان آتا ہے جو ان کا ضامن اور مالک ہے۔ لیکن بہت کم ہیں جو اس کے سمجھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ میں نے جو قرآن کریم کی آیات اس وقت پڑھی ہیں جادو اور ٹونے کے رنگ میں نہیں پڑھیں۔ میں نے ایک دفعہ رؤیا دیکھی کہ ایک اعلان ہے جو اسی طرح کا ہے جس طرح کا بادشاہوں کی طرف سے شائع ہوتا ہے اور دو صفحہ ہے پہلے تو اس اعلان کے مجھے الفاظ بھی یاد تھے لیکن اب مفہوم ہی یاد رہ گیا ہے۔ اس میں لکھا تھا کہ اے لوگو جبکہ تم دنیا کے ادنیٰ ادنیٰ حاکموں کی طرف سے شائع ہونے والے اعلان کی طرف فوراً توجہ کرتے ہو اور اس وقت تک تمہیں چین نہیں آتا جب تک کہ معلوم نہیں کر لیتے کہ کیا اعلان ہو رہا ہے تو میں جو تمام حاکموں کا حاکم ہوں میری طرف سے جو اعلان شائع ہؤا ہے اس کی طرف تم کیوں توجہ نہیں کرتے۔ گویا خدا تعالیٰ نے یہ اعلان میرے پاس بھیجا ہے کہ میں اسے شائع کر دوں۔ اسی طرح مجھے ایک اور رؤیا دکھایا گیا کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کے کلام کی عظمت اور شان کے متعلق ہی تھا۔ اس رؤیا میں مجھے انگریزی کا ایک فقرہ بتایا گیا میں تو بہت انگریزی نہیں جانتا اس لئے شاید اس کے یاد رکھنے میں مجھ سے غلطی ہو گئی ہو۔ مگر وہ ایسا شاندار ہے کہ اب تک مجھے یاد ہے اور کم سے کم اس کے اکثر الفاظ وہی ہیں۔ جو مجھے رؤیا میں سنائے گئے کوئی میرے کان میں کہتا ہے

Hearken I tell thee in thy ears that the earth would be shaken for three to one they dont care for me for a thread.

"three to one" کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح شرط میں جس کو زیادہ یقین ہوتا ہے۔ وہ اپنی بات کی تائید میں دوسرے کی تھوڑی رقم کے مقابلہ میں زیادہ رقم شرط کے طور پر رکھنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی بات پر زور دینے کے لئے اس فقرہ کو استعمال فرماتا ہے۔ لیکن اس رؤیا کے دیکھنے کے وقت مجھے اس جملہ کے معنی معلوم نہ تھے۔ میں اس وقت سفر میں تھا۔ جب یہاں آیا تو انگریزی خواں احباب سے اس کے معنی پوچھے انہوں نے کہا کہ ہمیں تو معلوم نہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد میں نے یہی محاورہ ایک انگریزی اخبار میں پڑھا۔ ولایت میں گھوڑوں پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر ہمارے گھوڑے سے فلاں گھوڑا جیت گیا تو ہم ایک کے مقابلہ میں تین دیں گے یا اس طرح کچھ اور۔ غرض اس رؤیا کا مطلب یہ کہ میرے کان میں آواز آئی کہ سُن میں تیرے کان میں تجھے ایک بات بتاؤں۔ اور وہ یہ کہ زمین ہلائی جائے گی۔ (یہ سات آٹھ سال کا رؤیا ہے ممکن ہے اس سے مراد موجودہ جنگ ہی ہو) کیونکہ لوگ میرے کلام کو بالکل چھوڑ چکے ہیں۔ اور میں اس بات پر شرط لگانے کے لئے بھی تیار ہوں کہ اگر کوئی میرے مقابلہ میں ایک چیز پیش کرے۔ تو میں اس سے تگنی پیش کردوں گا کہ لوگ میری اتنی بھی پرواہ نہیں کرتے جتنی تاگے کی۔ تو میں نے یہ آیتیں رسم کے طور پر نہیں پڑھیں۔ میں تو بیمار ہوں۔ اور ایک ایک منٹ بلکہ ایک ایک سیکنڈ کے بعد کھانسی آتی ہے۔ اور قریباً ایک ماہ سے یہی حالت ہے۔ پس میں جو اس حالت میں آپ لوگوں کے سامنے کھڑا ہؤا ہوں بلاوجہ کھڑا نہیں ہؤا۔ بلکہ میں ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے چند ایک اور باتیں ہیں جو بیان کر دیتا ہوں ان کے بیان کرنے کے بعد ان آیات کا مطلب اور منشاء بتاؤں گا۔

چند متفرق باتیں

پہلی بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اسے غیرت سمجھو یا اس احساس کا نتیجہ کہ ہر ایک انسان چاہتا ہے کہ میں بری کیا جاؤں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی جب کہا گیا کہ قید خانہ سے نکل آؤ تو انہوں نے کہا جب تک میرے الزام دور نہ ہوں میں نہیں نکلتا۔ وہ بات یہ ہے کہ پچھلے سالانہ جلسہ پر میں نے آپ لوگوں کے ساتھ کچھ وعدے کئے تھے۔ مثلاً کہا تھا کہ قرآن کریم کے پاروں کے ترجمے شائع کئے جائیں گے' دوم یہ کہ قرآن کریم کے اسباق تیار ہوں گے' سوم یہ کہ مختلف مسائل کے متعلق چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھے جائیں گے۔ مگر ایک سال گذر گیا ہے اور ان میں سے کوئی بات بھی پوری نہیں ہو سکی۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ اس سال میں خود بہت عرصہ بیمار رہا ہوں۔ گو یہ دن بھی ضائع

نہیں گئے اور اس عرصہ میں مجھے کئی ایک علمی تحقیقاتوں کا موقعہ مل گیا۔ جو اگر میری صحت اچھی ہوتی تو شاید کسی اور وقت پر ملتوی کرنی پڑتیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں پچھلے سال بہت بیمار رہا ہوں اور اس ماہ کے ابتداء سے تو کھانسی بھی شروع ہو گئی ہے۔ اس حالت میں مَیں لکھنے کا تو کام کچھ کر بھی سکتا ہوں۔ لیکن بولنے کے وقت کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہوئی اور دوسری یہ کہ گذشتہ ستمبر میں مَیں نے ایک رؤیا دیکھی تھی۔ جو یہاں کے لوگوں کو اسی وقت بتا دی گئی تھی کہ قادیان میں سخت تپ ہو گا۔ جو اپنے اندر طاعون کی طرح کا زہر رکھتا ہو گا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کے متعلق طاعون سے حفاظت کرنے کا وعدہ فرمایا ہُوا ہے۔ اس لئے اس کو تپ سے بدل دے گا کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماریاں اور جانوں اور مالوں کا اتلاف بھی مؤمنین کے متعلق سنت اللہ ہے اس لئے خدا تعالیٰ جس نے چونکہ طاعون سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہُوا ہے۔ اس کی بجائے تپ نازل کرے گا تاکہ اس طرح کرنے سے نہ تو اس وعدہ کے خلاف ہو۔ اور نہ وہ غلط ٹھہرے اور نہ ہی قرآن کریم کی بیان کردہ سنت کے خلاف ہو۔ یہ رؤیا میں نے انہی دنوں لوگوں کو سنا دی تھی۔ اس کے بعد ایسا تپ آیا کہ قریباً ہر ایک مرد و عورت پر اس کا حملہ ہُوا۔ اور جس گھر کے آٹھ آدمی تھے۔ وہ آٹھوں ہی بیمار ہو گئے۔ اور اس قدر شدید بخار ہوتا کہ ایک سو سات درجہ تک پہنچ جاتا۔ ان دنوں ہر گھر میں بیماری پڑ گئی۔ اور اس مرض کی وجہ سے کام کرنے والے لوگ بھی یا تو خود بیمار رہے یا بیماروں کے تیمار دار بنے رہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ آرام ہو گیا ہے اور کام ہو رہا ہے۔ اس لئے امید کی جا سکتی ہے کہ اگلے سال اسباق اور ترجمۃ القرآن تیار ہو جائے گا۔ اب کے جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ وسیع مطلب پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ کا بہت سا حصہ تو ہو چکا ہے اور ارادہ ہے کہ اس جزو میں سورہ بقرہ ختم کر دی جائے۔ یہ ترجمہ انشاء اللہ عنقریب چھپ کر آپ لوگوں کو پہنچ جائے گا۔ دوسری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ ایک تازہ شور برپا ہُوا ہے اور وہ مولوی محمد احسن صاحب کے رسالہ اور اشتہارات کے متعلق ہے۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ مولوی محمد احسن صاحب کا ایک تازہ اشتہار دیکھ کر اور میں حیران ہوں کہ انسان کسی کی مخالفت اور عداوت کی وجہ سے تقویٰ کو کیوں چھوڑ دیتا ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب اس اشتہار میں لکھتے ہیں:

"میں نے محض اتحاد جماعت قائم رکھنے کی خاطر یہی مناسب سمجھا کہ ہم سب لوگ

صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی بیعت کرلیں تاکہ وحدت قومی قائم رہے مجھے اس وقت تک علم نہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہو چکا ہے"۔

لیکن میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ یہ انہوں نے بالکل غلط لکھا ہے میں ان کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام رکھتا ہوں کہ وہ اسی طرح کی قسم کھاکر بیان کریں جس طرح کی قسم حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب میں بیان فرمائی ہے کہ انہیں اس وقت جبکہ انہوں نے میری بیعت کی تھی۔ میرے عقائد کا علم نہ تھا۔ کیا وہ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں اپنے عقائد پر مجھ سے گفتگو نہیں کرتے رہے۔ ضرور کرتے رہے ہیں۔ اور اب جھوٹ کہتے ہیں کہ انہیں میرے عقائد کا علم نہ تھا۔ میں ان کو اس قسم کے اٹھانے کے لئے اس لئے کہتا ہوں کہ وہ اپنی جان کو قسم کے معاملہ میں لانے کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

"میری موت اس مقابلہ کے ماتحت نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں اسّی سے متجاوز ہو گیا ہوں میں اپنی موت کو ایک نعمت غیر مترقبہ اعتقاد کرتا ہوں (رسالہ القول المجد صفحہ ۸۸)

یعنی یہ کہ آپ موت کے ساتھ بہت محبت رکھتے ہیں۔ گویا اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے مباہلہ کے لئے سامنے نہیں آتے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ قرآن کریم تو یہود کی نسبت کہتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (البقرہ: ۹۵ تا ۹۷) کہ ان کو چیلنج دو کہ مباہلہ کریں۔ لیکن وہ قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ انہیں دنیا سے بہت محبت ہے۔ مگر ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ میں اس لئے مباہلہ نہیں کرتا کہ مجھے موت سے محبت ہے۔ اب یا تو قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) جھوٹا کہا جائے گا۔ یا اس کو جو کہتا ہے کہ مجھے موت سے محبت ہے۔ لیکن قرآن کریم تو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس خدا کا کلام ہے۔ جو سب سچوں سے زیادہ سچا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر میں مباہلہ کے لئے مقابلہ پر آیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ مولوی محمد علی صاحب تو مباہلہ کو جائز ہی نہیں سمجھتے۔ اور اس طرح وہ اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب تو جائز

سمجھتے ہیں۔ پھر وہ کیوں خود اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ خیر۔ اگر وہ اپنے آپ کو پیش کرنے سے ڈرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ یہ نہ کہیں کہ میں مباہلہ کرتا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو پیش کر کے مباہلہ کرلیں۔ ان کے لڑکوں کی عمر مجھ سے چھوٹی ہے۔ اور مجھ سے صحت بھی اچھی ہے۔ پھر میں اکیلا ہوں۔ اور وہ پانچ ہیں۔ ان پانچوں کو میرے مقابلہ پر رکھ کر قسم کھاجائیں کہ ان کو میری بیعت کرنے کے وقت میرے عقائد کا علم نہ تھا۔ مگر میں ابھی کہے دیتا ہوں کہ چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات بڑی مضبوطی سے گڑی ہوئی ہے کہ اگر میرے مقابلہ پر آئیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ مقابلہ کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گے اور ادھر ادھر کی باتیں بنا کر بچنا چاہیں گے۔ کیسے غضب کی بات ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے خواجہ صاحب کے اس مضمون پر دستخط کر دیئے جو میرے مقابلہ پر لکھا گیا تھا۔ (حضرت خلیفہ اول نے دستخط کرنے کے متعلق مجھے بتایا تھا کہ خواجہ صاحب نے آکر کہا تھا کہ میرا اور میاں صاحب کا ایک ہی مذہب ہے) تو اس وقت مولوی محمد احسن صاحب مجھ سے اس بات پر بحث کرتے رہے کہ مولوی صاحب نے یہ سخت کمزوری دکھائی ہے کہ خواجہ صاحب کے مضمون پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور میں انہیں جواب دیتا رہا۔ اور اسی کے متعلق مولوی صاحب نے مجھے یا نواب صاحب کو ایک خط لکھا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ مولوی صاحب کے گھوڑے پر سے گرنے کی پیشگوئی ہے۔ وہ ان کے دستخط کرنے سے پوری ہو گئی۔ اور مولوی صاحب نے ارتداد کرلیا۔ اس کا میں نے ان کو یہ جواب دیا تھا کہ جب یہ الہام لفظاً پورا ہو گیا ہے۔ یعنی مولوی صاحب واقعہ میں گھوڑے پر سے گر گئے ہیں۔ تو پھر وہ معنی نہیں لئے جا سکتے۔ جو آپ نے لئے ہیں۔ یہ تو حضرت خلیفہ اول کی بات ہے۔ میری بیعت کرنے کے بعد کا ایک خط ہمارے پاس موجود ہے۔ جو مولوی محمد احسن صاحب کے بیٹے کا ان کی طرف سے لکھا ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے۔

"بحضور جناب خلیفۃ المسیح والمہدی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر دَامَ اِقْبَالُکُمْ وَ اِجْلَالُکُمْ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مرحمت نامہ نے صدور فرما کر اعزاز دارین بخشا۔ رسالہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّ مَا ھُوَ بِالْھَزْلِ کو خاکسار نے جناب والد صاحب کو سنایا۔ دعاوی صادقہ اور مصدقہ سن کر ایسے خوش ہوئے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ پیری و دیگر امراض کو فراموش کر دیا اور کہنے لگے کہ الحمد للہ میں نے وہ وقت پالیا کہ جس کا میں سالہا سال سے منتظر تھا۔"

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے جس رسالہ کو پڑھ کر یہ کہا ہے کہ "الحمد للہ میں نے وہ وقت پالیا کہ جس کا میں سالہا سال سے منتظر تھا" وہ وہی میرا رسالہ القول الفصل ہے۔ جس میں میں نے ان تینوں¹ مسئلوں کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ جن سے مولوی صاحب نے اس تازہ اشتہار میں لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

یعنی (۱) نبوت مسیح موعودؑ (۲) کفر و اسلام (۳) اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔

مولوی صاحب نے اپنے خط میں ان عقائد کے صحیح ہونے کی صرف شہادت ہی نہیں دی۔ بلکہ اس رسالہ سے ان کی وہ امید بر آئی ہے جس کے وہ سالہا سال سے منتظر تھے۔ لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ اب انہی مسائل کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ مجھے ان کا علم نہ تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب کے جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے وہ اصل خط بھی ہم دکھا سکتے ہیں۔ پھر اسی خط میں انہوں نے القول الفصل جس میں مسئلہ کفر و اسلام۔ نبوت مسیح موعودؑ اور اسمہٗ احمد کی بحث ہے کا جواب لکھنے والوں کے متعلق لکھا ہے کہ:

"یہاں پر آلِ فرعون لاہوریوں کی نسبت جناب والد صاحب کی طرف سے لکھتا ہوں۔ خارجاً معلوم ہوا کہ اس رسالہ الفصل کو ایک شیطان نے یہ کہا کہ مصنف رسالہ شریر ہے' کذاب ہے' چالباز ہے' میں سارے پردے اس کے کھولوں گا۔ یہ قول تو اس کا ایک ادنیٰ ہے۔ اس کا تو وہی حال ہے جو فرعون کا تھا۔ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ (المؤمن: ۲۷) قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی وَمَآ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ (المؤمن: ۳۰) انشاء اللہ تعالیٰ اگر بالآخر توبہ نہ کی تو غرق طوفان ضلالت میں ہو جاوے گا"۔

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے اس میرے رسالہ کا جواب لکھنے والے اور لاہوریوں یعنی غیر مبائعین کو فرعون قرار دیا ہے۔ اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ فرعون نہیں ہیں تو پھر مولوی صاحب پر سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ⁵ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے والی حدیث کے مطابق کیا فتویٰ لگتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب اگر اس کا جواب دیں تو یہی دیں گے کہ اس وقت مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے ان لوگوں کو فرعون کہا اور غرق طوفان ضلالت بنایا۔ مگر یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے صاحبزادہ صاحب کے عقائد معلوم نہیں تھے اس

⁵ بخاری کتاب الفتن باب قول النبی لا ترجعوا بعدی کفارا ....

لئے بیعت کی تھی۔ اپنی غلطی کا اقرار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کچھ ہتک ہوتی ہے۔ آپ صاحبان میں سے کئی لوگ ایسے ہوں گے کہ جنہوں نے پہلے بیعت نہیں کی تھی لیکن جب ان کو غلطی معلوم ہوئی تو بیعت کر لی۔ کیا اس سے ان کی ہتک ہو گئی۔ پھر کیا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عقیدے پہلے اور نہیں تھے اور پھر انہوں نے ان کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کو قبول نہیں کر لیا تھا کیا حضرت عمرؓ رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نہیں نکلے تھے لیکن اپنی غلطی کو معلوم کر کے آنحضرتؐ کے غلام بن گئے۔ تو غلطی کا اقرار کرنا شان کو بڑھانے والی بات ہے نہ کہ کم کرنے والی۔ پس اگر مولوی محمد احسن صاحب یہ کہتے ہیں کہ پہلے میرے عقائد بھی وہی تھے جو مبائعین کے ہیں لیکن اب مجھے اپنی غلطی معلوم ہو گئی ہے اس لئے میں ان کو چھوڑتا ہوں تو ہم کبھی ان کی دیانت اور امانت پر الزام نہ لگاتے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے میاں صاحب کے عقائد معلوم ہی نہ تھے اب معلوم ہوئے ہیں اس لئے میں علیحدہ ہوتا ہوں اور یہ جھوٹ ہے۔ پھر دیکھئے جس دن حضرت خلیفہ اول فوت ہوئے ہیں اس سے دوسرے ہی دن جناب نواب صاحب کے مکان پر چند آدمی مشورہ کے لئے جمع ہوئے تو وہاں مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ ہمارا اور میاں صاحب کا عقائد میں اختلاف ہے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں اور ہم نہیں کہتے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کو ایسا ہی نبی سمجھتے ہیں جیسے دوسرے نبی پھر ہم کس طرح ان کی بیعت کر سکتے ہیں۔ اس مجلس میں مولوی محمد احسن صاحب بھی موجود تھے۔ وہ قسم کھا کر بتلائیں کہ کیا یہ باتیں اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے کہی تھیں یا نہیں۔ اگر کہی تھیں اور مولوی محمد احسن صاحب کو اس وقت میرے یہ عقائد معلوم نہ تھے تو انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کو کیوں نہ کہا کہ تم یہ غلط کہہ رہے ہو ان کے تو یہ عقائد نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہی کہا تھا کہ ہمارے ساتھ بحث کر کے ان باتوں کا فیصلہ کر لو کہ کس کے عقائد درست اور صحیح ہیں۔ پھر اسی مجلس میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جوش میں آکر بول اٹھے تھے کہ ہاں واقعہ میں ہم حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے ہیں اور ایسا ہی نبی سمجھتے ہیں جیسا کہ پہلے تھے اور کیوں نہ سمجھیں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود لکھ دیا ہے کہ۔

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا   منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اُس وقت مولوی محمد احسن صاحب نے ان کو کیوں نہ روکا کہ یہ کیا کر رہے ہو یہ تو ہمارے عقائد

نہیں ہیں۔ بلکہ الٹی ان کی تائید کی۔ پھر میں نے بیعت لیتے وقت جو تقریر کی تھی اس میں بھی میں نے اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ

"میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاءؐ ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں "[۱]

میری اس تقریر کے وقت مولوی محمد احسن صاحب بھی موجود تھے اس وقت وہ کیوں نہ بول پڑے۔ لیکن درست بات یہ ہے کہ جو کچھ میرے عقائد ہیں۔ وہ ان کو اس وقت بھی خوب اچھی طرح معلوم تھے اور وہ خود بھی ان کے ساتھ متفق تھے اور اب جو انہوں نے اعلان کیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ پھر ان کے اشتہار میں ایک اور لطیفہ ہے جس کو دیکھ کر مجھے افسوس بھی ہوا اور خوشی بھی۔ افسوس تو اس لئے کہ وہ کیسی لغو اور بیہودہ باتیں کرنے لگ گئے ہیں اور خوشی اس لئے کہ ان کے اس اشتہار سے میری حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ایک اور مماثلت ثابت ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا کہ میں نے مرزا کو بڑھایا تھا اور میں ہی اس کو گھٹاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے لئے وہ نشانات دکھلائے کہ آپ بہت زیادہ بلند ہو گئے اور وہ بالکل گر گیا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے بھی اسی کی طرح میرے متعلق اعلان کیا ہے کہ

"صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں۔ اور اس لئے میں اس خلافت سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ و عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں۔ جو میرے سر پر تھی"

عجیب بات ہے کہ یہ انہی مولوی محمد احسن صاحب کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے جنہوں نے مجھے لکھا تھا کہ

"میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ حقیقت آپ کی خلافت کی ثابت شدہ صداقت ہے اور

منکرین اس کے بڑے خطا کار ہیں“

کیا اب ان کے نزدیک میری خلافت ثابت شدہ صداقت نہیں رہی۔ اور پھر ان کا کیا اختیار ہے کہ ایک ثابت شدہ صداقت سے مجھے معزول کر کے بڑے خطا کار سے بھی کچھ زیادہ اور بنیں۔ کیونکہ ”بڑے خطا کار“ تو انہوں نے میری خلافت کے منکروں کو خود قرار دیا ہے لیکن وہ تو مجھے خلافت سے معزول کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں خلیفہ اگر خدا بناتا ہے اور واقعہ میں خدا ہی بناتا ہے تو مولوی محمد احسن چھوڑ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اسے معزول کر سکے۔ ہاں میں یہ مان لیتا ہوں کہ مولوی محمد احسن نے جو مجھے خلافت دی تھی۔ اس سے میں معزول ہوتا اور اعلان کرتا ہوں کہ جس کسی نے ان کی دی ہوئی خلافت سمجھ کر میری بیعت کی تھی وہ اپنی بیعت فسخ کرنے میں آزاد ہے۔ یوں تو ہر ایک اپنے عقائد کے رکھنے میں آزاد ہے لیکن میں خود ایسے لوگوں کو کہتا ہوں کہ وہ بیعت فسخ کرلیں۔ لیکن جس کسی نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت کے لئے اسی کے تصرف کے ماتحت بیعت کی تھی اس کے سامنے اگر ساری دنیا بھی محمد احسن بن کر اعلان کرے تو وہ کبھی فسخ نہیں کرے گا۔ اور پھر جس قدر دنیا کے انسان ہیں ان کے خون کے ایک ایک قطرہ سے محمد احسن ہی محمد احسن بن جائیں اور دنیا کے چاروں طرف سے آکر مجھے خلافت سے معزول کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ میں تو محمد احسن کی دی ہوئی خلافت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ وہ اپنی خلافت کو گھر رکھیں میں نے نہ ان سے خلافت لی ہے اور نہ وہ مجھے معزول کر سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اُس وقت کھڑے ہو کر انہوں نے تقریر کرتے ہوئے میرا نام پیش کر دیا تھا اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مجھے خلیفہ بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بعد حضرت عثمانؓ کا نام خلیفہ بننے کے لئے پیش کیا تھا لیکن جب ان کو کہا گیا کہ آپ کو خلافت سے معزول کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عبا پہنائی ہے اگر ساری دنیا مل کر بھی مجھے کہے کہ اتار دو تو میں نہیں اتاروں گا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ ایک مولوی محمد احسن کیا اگر ساری دنیا بھی مجھے کہے کہ تجھے خلافت سے معزول کیا جاتا ہے تو میں وہی جواب دوں گا جو حضرت عثمانؓ نے دیا تھا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی گرفت تھی کہ اس نے مولوی محمد احسن کو پکڑ کر میری تائید کرا دی اور یہ بھی میری صداقت کا ایک نشان ہے۔ ہاں ان کی دی ہوئی خلافت پر نہ میں قائم تھا اور نہ معزول ہوتا ہوں۔ لیکن اگر کسی نے ان کی دی ہوئی خلافت کے خیال سے میری بیعت کی تھی تو میری طرف سے آزادی ہے کہ اپنی بیعت فسخ کر دے۔ میری طرف سے

آزادی میں نے اس لئے کہا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کی بیعت فسخ کرے گا تو میرے نزدیک اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ پس ان لوگوں کو میں پھر کہتا ہوں کہ جنہوں نے مولوی محمد احسن صاحب کی دی ہوئی خلافت سمجھ کر میری بیعت کی تھی وہ آزاد ہیں اور چلے جائیں (چاروں طرف سے بڑے زور کے ساتھ آوازیں آئیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت سمجھ کر بیعت کی تھی۔ مولوی احسن کے لئے نہیں کی تھی) لیکن اگر آپ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے لئے کی تھی اور اسی خانہ خدا میں کی تھی یا باہر سے خطوط کے ذریعہ کی تھی تو پھر کوئی انسان آپ لوگوں میں سے پھر نہیں سکتا اور یقیناً نہیں پھر سکتا اور جو پھرے گا وہ دیکھ لے گا کہ ایک کے جانے سے خدا تعالیٰ جماعت در جماعت ہم میں شامل کر دے گا۔ اور ہماری تائید میں اس قدر نشانات دکھلائے گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔ اور اگر وہ غیر احمدیوں کی طرح قرآن کریم کی آیتوں کا انکار نہ کرتے جائیں تو اور بات ہے لیکن اس آیت کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا (الرعد:۴۲) کہ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو کم کرتے آتے ہیں اس کی اطراف سے۔ یعنی ان میں چاروں طرف سے لوگوں کو داخل کرتے جاتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی یہ عملی شہادت ہماری صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ کیا ان چند ایک کے نکالے جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے چاروں طرف سے ہزار ہا نئے ہم میں داخل نہیں کئے۔ اور کیا ہندوستان سے باہر' سیلون' نائیجیریا' انگلینڈ اور ماریشس میں ہماری نئی جماعتیں نہیں قائم ہوگئیں۔ اور اس خطۂ زمین میں جہاں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام لینا سمِ قاتل ہے۔ اور جہاں کہ آزادی کے نعرے مارے جاتے ہیں اس میں رہنے والے لوگ بھی ہماری بیعت میں داخل نہیں ہوگئے ہیں (جس کے معنی بیچ دینے کے ہیں) اس بات کے ہوتے ہوئے کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ دن بدن مغلوب ہوتے جائیں گے اور ایک دن وہ آئے گا جبکہ ان کا عدم و وجود برابر ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے کسی کا خیال ہے کہ وہ کامیاب ہو جائیں گے تو یہ ایک باطل خیال ہے۔

مولوی محمد احسن صاحب کے ان میں شامل ہونے کے متعلق مجھے خدا تعالیٰ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ ایک سال کا عرصہ ہوا مجھے بتایا گیا تھا کہ ایک شخص محمد احسن نامی نے قطع تعلق کر لیا ہے۔ پھر ابھی چند ہی دن ہوئے جبکہ مولوی محمد احسن ابھی امروہہ میں ہی تھے اور میری طرف فضل عمر کر کے انکی طرف سے خط آرہے تھے۔ اور مجھے لکھتے تھے کہ مجھ میں اور

آپ میں جو اختلاف ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ اور پھر یہ بھی لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام اولوالعزم رکھا ہے امید ہے کہ آپ مجھ سے اس اختلاف کی وجہ سے ناراض نہیں ہوں گے۔ انہی دنوں میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد احسن صاحب کی نسبت خط آیا ہے کہ مرگئے ہیں۔ اور مرنے کی ایک تعبیر مرتد ہونا بھی ہے۔ میں نے یہ رؤیا لوگوں کو سنادی تھی اور اسبات کے کئی ایک گواہ اس وقت بھی موجود ہوں گے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میرے چھوٹے بھائی میاں شریف احمد نے ایک رؤیا دیکھی تھی جو حضرت صاحب کو سنائی گئی تھی کہ ایک شخص ہے جس کا نام محمد احسن ہے اس کی قبر بازار میں بنی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب کو جب یہ خواب سنائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس نام کا کوئی شخص مرتد ہو جائے گا۔ گلی میں قبر کے ہونے کی تعبیر مرتد یا منافق ہے۔

میں نے جس رؤیا میں دیکھا تھا کہ ان کے مرنے کا خط آیا ہے۔ اسی میں مَیں نے یہ بات سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر کی۔ اس وقت میرے آنسو نکل آئے اور میں نے کہا افسوس ان کا انجام اچھا نہ ہؤا۔ اگر اس رؤیا میں ان کے مرنے سے جسمانی مرنا مراد ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ مجھے بتلاتے نہ کہ میں آپ کو اس کی خبر کرتا۔ پس اس سے بھی معلوم ہؤا کہ ان کا پھر جانا ہی مراد تھا۔

سو مجھ پر کس قدر خدا کا فضل ہے کہ اس نے ان کے پھرنے کی قبل از وقت اطلاع دے دی تھی۔ پھر میں نے ایک رؤیا دیکھی تھی جو خطبہ جمعہ میں بیان کر دی تھی اور اخبار الفضل میں چھپ چکی ہے کہ مجھے دو آدمی دکھائے گئے جو مرتد ہو چکے ہیں۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب کے متعلق وہم و گمان بھی نہ تھا۔ پس میں انسان پرست نہیں ہوں کہ کسی انسان کے پھر جانے کو خیال میں لاؤں۔ بلکہ خدا پرست ہوں اور ہمیشہ سے میرا بھروسہ خدا ہی پر رہا ہے۔ اس وقت جبکہ ابھی میری عمر انیس سال کی تھی اور یہ کوئی بڑی عمر نہیں عام طور پر اس عمر میں لوگ کھیلتے پھرتے ہیں۔ اس وقت جب حضرت مسیح موعودؑ فوت ہوئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ آپ کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی ہیں جن پر لوگوں کو ابتلاء آسکتا ہے اور میں نے سوچا کہ اگر آپ کے بعد خدانخواستہ ارتداد کا سلسلہ شروع ہو گیا تو کیا ہوگا۔ یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ میرے دل سے یہ آواز نکلی کہ اگر ساری جماعت بھی مرتد ہو جائے تو میں کچھ پرواہ نہیں

کروں گا اور اس صداقت کو لے کر جو حضرت مسیح موعودؑ لائے ہیں میں اکیلا ہی کھڑا ہو جاؤں گا اور تمام دنیا میں پھیلا دوں گا۔

اس میں شک نہیں کہ میری صحت اچھی نہیں رہتی اور میں جسم کا کمزور ہوں مگر خدا تعالیٰ نے مجھے بہت مضبوط اور بہادر دل دیا ہے۔ ہاں رحم اور شفقت کا مادہ بھی مجھ میں بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے میں درگذر کرتا اور اصلاح کا موقعہ دیتا ہوں۔ چند ہی دن ہوئے کہ میں نے اپنی طرف سے مفتی محمد صادق صاحب کو ایک خط دے کر مولوی محمد احسن صاحب کی طرف لاہور روانہ کیا تھا جس میں ان کو بہت نرمی سے سمجھایا گیا تھا۔ پس میں نے اپنی طرف سے ان کے معاملہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہر رنگ اور ہر طریق سے ان کی دلداری کی ہے۔ جب مجھے ابتداء میں ان کے متعلق معلوم ہؤا تو چار پانچ آدمی امروہہ ان کے پاس بھیجے لیکن کوئی فائدہ نہ ہؤا۔ اور بالآخر جو مقدر میں تھا وہ ہو گیا۔ لیکن یہ بھی میری صداقت کے لئے ایک نشان ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس طرح دکھانا چاہتا ہے کہ جو کام ہو رہا ہے وہ خدا ہی کرا رہا ہے نہ کہ کسی انسانی مدد اور تائید سے چل رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا کہ یہ سلسلہ آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے جب آپ نہ رہیں گے تو یہ بھی نہیں رہے گا۔ لیکن جب آپ فوت ہو گئے اور یہ سلسلہ پہلے سے بھی زیادہ بڑھنے لگا تو بعض نے کہا کہ ہم جو کہتے تھے کہ مولوی نور الدین صاحب مرزا صاحب کو کتابیں لکھ کر دیتے اور وہ شائع کرتے تھے۔ یہ بات صحیح نکلی کیونکہ اب مرزا صاحب کے بعد مولوی صاحب ہی اس کام کو چلا رہے ہیں۔ جب یہ فوت ہو گئے تو پھر اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ خواجہ غلام الثقلین نے یہی لکھا تھا۔ لیکن کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ اس جماعت میں جو انگریزی خواں ہیں ان کی وجہ سے کام چل رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے لوگوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہ نشان دکھلایا کہ ایک ہی وقت میں ادھر حضرت مولوی صاحب کو وفات دے کر سلسلہ سے جدا کر لیا اور ادھر ان انگریزی خوانوں کو جن پر لوگوں کی نظریں پڑتی تھیں جدا کر دیا تاکہ ثابت کر دے کہ یہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے اور وہی اس کو چلا رہا ہے۔ لیکن پھر بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ اس وقت یہ سلسلہ مٹ جانا تھا لیکن مولوی محمد احسن نے خلافت کو قائم کر کے پھر بچا لیا ہے۔ جب یہ خیال پیدا ہؤا تو خدا تعالیٰ نے کہا کہ لو ہم اس کو بھی علیحدہ کر دیتے ہیں اس طرح شرک کی یہ لات بھی ٹوٹ گئی۔ لوگوں نے اس سلسلہ کو قائم رکھنے والی چار لاتیں بنائی تھیں۔ ایک حضرت

مسیح موعودؑ کی نسبت خیال تھا کہ ان کی ہوشیاری سے سلسلہ چل رہا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو وفات دینے کے بعد سلسلہ کو قائم رکھ کر بتا دیا کہ گو یہ ہمارا نبی اور رسول ہے مگر یہ سلسلہ اس کا نہیں ہمارا اپنا ہے۔ دوسرے مولوی نور الدین صاحب کی نسبت خیال تھا کہ ان کی وجہ سے اس سلسلہ کا قیام ہے مگر خدا تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی اس سلسلہ کو قائم رکھ کر دکھا دیا کہ گو وہ ہمارا پیارا مقرب بندہ تھا مگر یہ سلسلہ اس کا بھی نہیں میرا اپنا ہے۔ تیسرے بعض انگریزی خوانوں کی نسبت خیال تھا کہ ان کی تدابیر سے اس سلسلہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے مگر خدا تعالیٰ نے ان کے الگ ہونے کے بعد سلسلہ کو برقرار رکھ کر سمجھا دیا کہ ان کو عزت اور رتبہ اس لئے حاصل ہُوا تھا کہ یہ میرے سلسلہ میں داخل ہوئے تھے نہ کہ ان کی وجہ سے سلسلہ کو تقویت حاصل ہوئی تھی۔ چوتھے مولوی محمد احسن کی نسبت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ان کی شخصیت کی وجہ سے یہ جماعت پراگندہ ہونے سے محفوظ رہی ہے سو ان کو بھی علیحدہ کرکے ثابت کر دیا کہ اس سلسلہ کا سہارا کسی انسان پر نہ تھا۔ اب اگر مولوی صاحب توبہ کریں اور اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر پھر اس سلسلہ میں شامل ہو جائیں تو بھی دنیا نے تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ان کے نہ ہونے سے اس سلسلہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں کچھ اور بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بعض دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ غیر مبائعین بعض لوگوں کو میرے عقائد کے متعلق دھوکا دیتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جبکہ میں اپنے عقائد کو اپنی کتابوں میں نہایت واضح طور پر لکھ چکا ہوں تو پھر کیوں دھوکا لگتا ہے تاہم مختصر طور پر اس وقت کچھ بیان کر دیتا ہوں۔

پہلی بات میری طرف یہ منسوب کی جاتی ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت ﷺ کے برابر سمجھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ ظلّیت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ میں آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات آگئے ہیں مگر درجہ کے لحاظ سے آپ کو آنحضرت ﷺ کے برابر کہنا میں کفر سمجھتا ہوں۔ دیکھو تصویر میں وہ باتیں آجاتی ہیں جو اصل میں ہوتی ہیں۔ مثلاً ہاتھ، ناک، کان، سر، آنکھیں وغیرہ وغیرہ مگر پھر بھی تصویر تصویر ہی ہے اور اصل اصل ہی۔ پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قدر رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔

گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔ یہی نسبت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ میں ہے۔ ہم اگر آپ کو آنحضرت ﷺ کا کامل ظل اور بروز مانتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی یقین اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کا تعلق رسول کریم ﷺ سے خادم اور غلام کا ہے۔ ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم ﷺ کے ذریعہ ہؤا تھا وہی مسیح موعودؑ نے ہمیں دکھلا دیا۔ اس لحاظ سے برابر بھی کہا جا سکتا ہے مگر یہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک شان اور ایک درجہ ہے۔ بلکہ شاگرد اور استاد، آقا اور غلام کی نسبت ہے۔ البتہ حضرت مسیح موعودؑ آپ کی کامل اتباع اور پوری پیروی سے ایسے صاف ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات اپنے اندر اخذ کر لئے۔

کوئی کہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات اپنے اندر نقل کر لئے ہیں تو پھر آپ کے درجہ اور شان کی کیا خصوصیت رہی۔ مگر ایسا کہنے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ نقل کرنا بھی خاص شان اور درجہ رکھتا ہے۔ ایک قصہ مشہور ہے کہ چین کے مصوّر مانی اور بہزاد کے لئے کسی نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو تم میں سے اعلیٰ تصویر بنائے گا اسے دیا جائے گا۔ اس کے لئے ایک دیوار بنا کر ایک طرف ایک کو اور دوسری طرف دوسرے کو بٹھا دیا گیا۔ ایک تو تصویر بنانے میں مشغول ہو گیا اور دوسرا یونہی بیٹھا رہا۔ انعام مقرر کرنے والا شخص روز آکر دیکھتا اور اسے کہتا کہ تم کب بناؤ گے دوسرا تو بنا رہا ہے۔ وہ کہہ دیتا کہ آپ وقت مقررہ پر تصویر دیکھ لینا میں جب چاہوں گا بنا لوں گا۔ وقت مقررہ پر جب دیکھا گیا تو جس طرح کی تصویر ایک نے بنائی تھی ہو بہو اسی طرح کی دوسرے نے بھی بنالی۔ اور انعام دینے والے کے لئے مشکل پڑ گئی کہ کس کو انعام دے کیونکہ دونوں کی تصویریں ایک ہی طرح کی تھیں۔ اس کام نہ کرنے والے نے کس طرح ہو بہو اسی طرح کی تصویر بنالی۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے چھیلتے چھیلتے دیوار کو اس قدر پتلا کر لیا تھا کہ دوسرے کی تصویر کا عکس اس پر پڑنے لگا اور اس سے اس نے تصویر بنالی۔

یہ ایک مثال ہے۔ لیکن کیا اس سے عکس کو دیکھ کر تصویر بنانے والے کی قابلیت کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اس لحاظ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کے کامل مظہر تھے۔ آپ کو عین محمدؐ لکھا گیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر

نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ عین محمدؐ بن گئے۔ بلکہ یہ کہ آنحضرت ﷺ میں جو خوبیاں تھیں وہی آپ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے آپ میں بھی آگئیں۔ پس جہاں آنحضرتؐ اور مسیح موعودؑ مقابلہ پر آئیں گے۔ وہاں رسول کریم آقا کے درجہ پر اور مسیح موعودؑ خادم کے درجہ پر کھڑے ہوں گے۔ اور جہاں الگ الگ نام لیا جائے گا۔ وہاں حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے عین محمدؐ بھی کہہ سکیں گے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ان تحریرات کے ہوتے ہوئے جن میں آپ نے اپنے درجہ کو صاف طور پر بیان فرما دیا ہے۔ پھر کیوں دھوکا لگتا ہے۔ پہلے علماء نے بھی لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کا جھنڈا آنحضرت ﷺ کے جھنڈے سے نیچے ہوگا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ وائسرائے کے تخت پر بھی بادشاہ لکھا ہوتا ہے اور اس جگہ بچھایا جاتا ہے جہاں بادشاہ کا تخت ہوتا ہے۔ مگر جہاں بادشاہ اور وائسرائے اکٹھے ہوں وہاں وائسرائے کا تخت نیچے رکھا جائے گا۔

پس اس لحاظ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ آنحضرت ﷺ سے حاصل کیا۔ آپ خادم ہیں اور آنحضرت ﷺ آقا اور اس لحاظ سے کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات اخذ کر لئے عین محمدؐ۔ اس بات پر اگر ساری دنیا بھی ہماری مخالف ہو جائے تو ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود لکھ دیا ہے کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی راجام   داد آں جام را مرا بہ تمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفان نہ کمترم زکسے

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں   ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

یعنی تمام نبیوں کو جو کچھ دیا گیا ہے۔ وہ سب کچھ ملا کر مجھے دیا گیا ہے۔ اس سے آنحضرت ﷺ ہی کی بلند شان معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کے جامع تھے۔ تب ہی تو مسیح موعودؑ بھی آپ کے ذریعہ تمام انبیاءؑ کے کمالات کے جامع ہوگئے۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ کے بھی یہی معنی ہیں کہ تمام انبیاء کے اصل جامع تو آنحضرت ﷺ ہی تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنا سینہ آنحضرت ﷺ کی اتباع کی وجہ سے ایسا صاف کیا کہ آپ کی پوری تصویر اپنے اندر کھینچ لی۔ اور دیکھنے والے کے لئے کوئی فرق نہیں رہا۔ مگر پھر بھی آپ خادم اور آنحضرت ﷺ آقا ہی ہیں۔

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق میرا یہی عقیدہ ہے اور اسی کو میں نے شائع کیا ہے۔ اور اب

بھی دعا کرتا ہوں کہ اسی عقیدہ پر خدا تعالیٰ مجھے وفات دے۔

مسئلہ کفر و اسلام

باقی رہا کفر و اسلام کا مسئلہ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میرے نزدیک وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعودؑ کا نام سن کر آپ کو قبول کیا اور وہ لوگ جنہوں نے سنا ہی نہیں برابر ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے۔ مؤمن ماننے والے کو کہتے ہیں اور کافر انکار کرنے والے کو یہ دو گروہ ہیں۔ آگے نہ ماننے والے کئی قسم کے ہیں وہ سب برابر نہیں ہو سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ گورنمنٹ اعلان کرے کہ تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوں کچھ لوگ تو اس اعلان کو سن کر جمع ہو جائیں۔ اور کچھ باوجود اعلان کے سننے کے شرارت سے جمع نہ ہوں۔ اور کچھ ایسے ہوں کہ جو اعلان کی بے علمی کی وجہ سے جمع نہ ہو سکیں۔ اس پر جب گورنمنٹ حکم دے گی کہ جو لوگ جمع نہیں ہوئے ان کو پکڑ کر لایا جائے۔ تو ان پکڑ کر لائے ہوئے لوگوں میں ہی وہ بھی شامل ہوں گے جو لاعلمی کی وجہ سے نہیں آسکے۔ ہاں آگے یہ فیصلہ گورنمنٹ کرے گی کہ جو شرارت سے نہیں آئے ان کو سزا دی جائے اور جو لاعلمی کی وجہ سے نہیں آئے ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح یہ فیصلہ کرنا بھی خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں مانا ان میں سے کن کو سزا دے اور کن کو چھوڑ دے۔ لیکن وہ سب شامل تو نہ ماننے والوں میں ہی ہوں گے اس لئے ان کا نام بھی ایک ہی رکھا جائے گا۔

ہاں خدا تعالیٰ ظالم نہیں کہ وہ کسی کو اس لئے سزا دے کہ تم نے مسیح موعودؑ کا نام کیوں نہیں سنا اور کیوں نہیں مانا۔ پس یہ مجھ پر افتراء ہے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے قبول نہ کرنے والے سب لوگوں کو ایک ہی جیسا سمجھتا ہوں۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں۔ ایک مؤمن دوسرا کافر اس لئے جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے ہیں وہ مؤمن ہیں اور جو ایمان نہیں لائے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو وہ کافر۔ ہاں جسطرح ایمان والوں کے مدارج ہیں اسی طرح ایمان نہ لانے والوں کے بھی کئی درجے ہیں۔ بعض وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ کیا اور آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔ بعض وہ جنہوں نے مقابلہ کیا مگر کم کیا۔ بعض وہ جنہوں نے کچھ بھی مقابلہ نہیں کیا مگر راست باز نہ سمجھا۔ بعض وہ جنہوں نے حسن ظنی سے کام لیا مگر بیعت میں شامل نہ ہوئے۔ بعض وہ جن تک آپ کا نام ہی نہیں پہنچا۔ ان میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔ ہاں اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ جنہوں نے

حضرت مسیح موعودؑ کا نام تک نہیں سنا ان کو اگر خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کے نہ ماننے کی سزا دے تو یہ ان پر ظلم ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔

اسمہٗ احمد کے متعلق

پھر میرے متعلق کہا جاتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کو احمدؐ نہیں مانتا یہ بھی غلط ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ سب سے بڑے احمد ہیں اگر آپؐ احمد نہ ہوتے تو پھر حضرت مسیح موعودؑ بھی احمد نہ ہوتے۔ مگر سوال تو ایک آیت کے متعلق ہے کہ اس میں کون سے احمد کا ذکر ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ میں آواز دوں عبداللہ ادھر آؤ۔ تو اس نام کے دو شخص میرے پاس آجائیں۔ ان میں سے ایک کو میں کہہ دوں کہ تم چلے جاؤ میرے بلانے سے تمہارا بلانا مراد نہیں تھا بلکہ اس دوسرے کا تھا۔ تو کیا میرے اس قول سے کوئی یہ مراد لے سکتا ہے کہ میں نے اس کے عبداللہ نام ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ یا کوئی اور شخص ہو کہ جس کا نام عبداللہ نہ ہو لیکن وہ اللہ کا بندہ ہونے کی حیثیت سے عبداللہ کہنے پر بول پڑے اور اسے کہا جائے کہ عبداللہ سے مراد ہماری نام عبداللہ ہے نہ کہ عبداللہ کے معنی۔ تو کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اس قول کے قائل نے اس شخص کے اللہ کا بندہ ہونے سے انکار کر دیا۔ ہرگز نہیں۔ یہی بات اس پیشگوئی کے متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں اور یہی میری تحقیق ہے کہ رسول کریم ﷺ کا اسم ذات احمد نہیں تھا۔ بلکہ آپ کے والدین نے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا تھا۔ البتہ احمدؐ آپ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ہی خطاب تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ کہا گیا ہے۔ کیا کوئی احمدی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ نہیں تھے۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ آپ کے نام نہیں تھے۔ اور کیا یہ کہنے والا آپ کی تکذیب کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس رسول کریم ﷺ کے متعلق میں بھی کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام احمدؐ رکھا تھا۔ ماں باپ نے نہیں رکھا۔ آپ کا نام احمد رکھنے کے متعلق ہمارے سامنے ایسی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں کہ جن کا کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ان کے مقابلہ میں صحیحین کی حدیثیں دکھا سکتے ہیں جن میں محمد ﷺ آپ کا نام بتایا گیا ہے۔ مسلم میں ایک حدیث ہے۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کو محمدؐ محمدؐ کر کے پکارنے لگا۔ ایک صحابی نے اسے مارا کہ محمدؐ کیوں کہتا ہے رسول اللہؐ کیوں نہیں کہتا۔ اس نے کہا میں وہی نام پکارتا ہوں جو اسکے اہل نے اس کا رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میرے اہل نے میرا نام محمدؐ ہی رکھا ہے[۵]

[۵] مسلم کتاب الحیض۔ باب بیان صفة منی الرجل والمرأة وان الولد مخلوق من مائهما

اس حدیث سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا نام آپ کے دادا نے اور رکھا تھا اور والدہ نے اور۔ لیکن اس حدیث میں آپ نے یہ کہا ہے کہ میرے اہل نے میرا نام محمدؐ رکھا ہے۔ یعنی سارے رشتہ داروں نے یہی نام رکھا ہے۔ نہ کہ کسی نے کچھ۔ اور کسی نے کچھ یہ آپ کا نام احمد نہ ہونے کے متعلق ایک ایسی شہادت ہے۔ جسے مخالف بھی مانتے ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ کی اپنی زبانی ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہمارے سامنے ایسی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق محدثین کہہ چکے ہیں کہ وضعی ہیں۔ اگر ہم ان کو وضعی قرار دیتے۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ اپنے خلاف ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کو تو پہلے لوگ بھی وضعی قرار دے چکے ہیں۔ واقدی کے متعلق امام بخاری لکھتے ہیں کہ وہ کذاب تھا۔ پھر اس حدیث کے بیان کرنے والا وہ شخص ہے جس نے مرنے کے وقت کہا تھا کہ میں نے تین ہزار حدیثیں خود بنائی ہیں ایسے شخص کی بیان کی ہوئی حدیث کیا وُقعت رکھتی ہے۔

پس میرا مذہب یہ ہے کہ صفت احمدیت کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ احمدؐ ہیں۔ اور آپ سے بڑھ کر اور کوئی احمدؐ نہیں گذرا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اعجاز المسیح میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

تو آنحضرت ﷺ کی صفت احمدؐ تھی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام احمدؐ نہ رکھا تھا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اسی طرح احمد کہا گیا۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کو داؤدؑ اور سلیمانؑ، موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کہا گیا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو حاشر، عاقب، ماحی کہا گیا۔ (بخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ) پس میری طرف بات غلط طور پر منسوب کی جاتی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کو احمد نہیں سمجھتا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کے کامل ظل ہیں۔ تو جو کچھ ظل ہے۔ ضرور ہے کہ اصل بھی ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ احمدؐ ہوں۔ تو پھر مسیح موعودؑ احمد ہوں۔

غیر احمدی کو لڑکی دینا

پھر ایک بات غیر احمدیوں کو لڑکی دینے کے متعلق ہے اس کے متعلق جو روایت پیش کی جاتی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا واقعہ نہیں۔ اور نہ ہی آپ سے اس کے متعلق مشورہ لیا گیا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے

حضرت مسیح موعودؑ کو یہ کہا تھا کہ میرے رشتہ دار کہتے ہیں کہ ایک لڑکی کا تم نے قادیان میں نکاح کر دیا ہے۔ تو دوسری لڑکی ہمیں دے دو۔ اگر میں نے نہ دی تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں دے دو۔ لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہؤا کہ آپ کو یہ بھی علم تھا کہ جس لڑکے سے اس لڑکی کا نکاح ہونا ہے وہ غیر احمدی ہے۔ بعد میں جب آپ کو اس بات کا علم ہؤا۔ تو آپ نے ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو کہہ دیں کہ یہ نسبت انہوں نے کیوں کی ہے۔ پھر فرمایا اچھا تم ابھی ان سے نہ کہنا میں حقیقۃ الوحی دوں گا وہ اس لڑکے کو پڑھنے کے لئے دی جائے اگر وہ اس کے بعد احمدی ہو جائے تو اس سے نکاح کیا جائے ورنہ نہیں۔ مگر بعد میں آپ کو یہ بات یاد نہ رہی۔

اس روایت کی حقیقت تو میں نے بیان کر دی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ہمارے پاس ایسی گواہیاں موجود ہیں۔ جو اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیتی ہیں۔ چنانچہ ایک شخص فضل الرحمٰن نام ہیلان ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار غیر احمدیوں کے ہاں اپنی لڑکی کا رشتہ کرنے کی اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ آپ کی وفات کے بعد جب اس نے رشتہ کر دیا تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو اپنی جماعت سے نکال دیا اور وہ وہاں کے احمدیوں کا امام تھا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی زندگی میں اسے داخل سلسلہ نہیں کیا۔ اب میں نے اس کی درخواستِ توبہ قبول کر لی ہے اور بیعت کرائی ہے۔

غیر احمدیوں کا جنازہ

پھر غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ فلاں غیر احمدی کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھایا تھا۔ ممکن ہے آپ نے کسی کی درخواست پر پڑھایا ہو۔ لیکن کوئی خدا کی قسم کھا کر کہہ دے کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ کہا تھا کہ فلاں غیر احمدی فوت ہو گیا ہے آپ اس کا جنازہ پڑھ دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کو کہا گیا کہ فلاں کا جنازہ پڑھ دیں۔ اور آپ نے یہ سمجھ کر کہ وہ احمدی ہو گا پڑھ دیا۔ اس طرح ہؤا ہو گا۔ میرے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ میں کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتا۔ لیکن مجھے بھی اسی طرح کی ایک بات پیش آئی تھی۔ اور وہ یہ کہ یہاں ایک طالب علم ہے اس نے مجھے کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کا جنازہ پڑھ دیں۔ میں نے پڑھ دیا۔ بعد میں معلوم ہؤا کہ وہ غیر احمدی تھی۔ وہ لڑکا مجھ سے اپنی والدہ کے لئے دعا بھی کراتا رہا کہ وہ

احمدی ہو جائے لیکن اس وقت مجھے یاد نہ رہا۔ اس طرح اگر مسیح موعودؑ نے کسی کا جنازہ پڑھ دیا تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ ہاں اگر چند معتبر آدمی حلفیہ بیان کریں کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو کہا تھا کہ فلاں غیر احمدی فوت ہو گیا ہے۔ آپ اس کا جنازہ پڑھ دیں۔ اور پھر آپ نے پڑھ دیا تو ہم مان لیں گے۔ کیا کوئی ایسے شاہد ہیں۔

پس جب تک کوئی اس طرح نہ کرے۔ یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ آپ نے کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ اور ہمارے پاس غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنے کے متعلق ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور وہ یہ کہ یہاں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے بیٹے کی لاش لائی گئی۔ اور آپ کو جنازہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔ پھر سرسید کے جنازہ پڑھنے کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا خط موجود ہے کہ آپ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ کیا وہ آپ کو کافر کہتے تھے ہرگز نہیں ان کا تو مذہب ہی یہ تھا کہ کوئی کافر نہیں ہے۔ جب ان کے جنازہ کے متعلق خط لکھا گیا تو جیسا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مندرجہ ذیل خط میں ایک دوست کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے اس پر خفگی کا اظہار فرمایا:

"متوفی (کی) خبر وفات سن کر خاموش رہے۔ ہماری لاہوری جماعت نے متفقاً زور شور سے عرضداشت بھیجی کہ وہاں جنازہ پڑھا جائے اور پھر نوٹس دیا جائے کہ سب لوگ جماعت کے ہر شہر میں اسی تقلید پر جنازہ پڑھا جائے اور اس سے نوجوانوں کو یقین ہو گا کہ ہمارا فرقہ صلح کُل فرقہ ہے۔ اس پر حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا اور لوگ نفاق سے کوئی کارروائی کریں تو بچ بھی جائیں مگر ہم پر تو ضرور غضب الٰہی نازل ہو۔ اور فرمایا ہم تو ایک محرک کے تحت میں ہیں بے اسکی تحریک کے کچھ کر نہیں سکتے۔ نہ ہم کوئی کلمہ بد اسکے حق میں کہتے ہیں اور نہ کچھ اور کرتے ہیں۔ تفویض الی اللہ کرتے ہیں۔ فرمایا جس تبدیلی کے ہم منتظر بیٹھے ہیں اگر ساری دنیا خوش ہو جائے اور ایک خدا خوش نہ ہو تو کبھی ہم مقصود حاصل نہیں کر سکتے" (الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۱۵ء)

پس ہم کس طرح کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھ سکتے ہیں۔

شک کا ازالہ کرنا چاہیئے

ایک اور بات میں بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ اگر ان کے دل میں کسی مسئلہ کے متعلق کوئی شک ہو تو اسے اپنے دل میں ہی دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ بہت خراب نکلتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ شک ایک بیج کی طرح ہوتا ہے اگر اس

کو اپنے دل سے نکال نہ دیا جائے تو پھر اتنا بڑھ جاتا ہے کہ پھر اس کا اکھیڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس جس وقت کوئی شک پیدا ہو اسی وقت اس کے اکھیڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

میں آپ سب لوگوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں اور اگر آپ لوگ اس کو مانیں گے تو بہت فائدہ میں رہیں گے اور وہ یہ کہ اگر کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہو تو اس کو چھپایا نہ جائے بلکہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ چھپانا بہت نقصان پہنچاتا ہے اور بیان کرنا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ شک کو چھپایا کیوں جاتا ہے۔ دنیاوی باتوں کے متعلق تو مجھ سے مشورہ لیا جاتا ہے اور دعا کرائی جاتی ہے۔ لیکن جب ہمارے دشمنوں کی طرف سے ان کے دلوں میں کسی قسم کے شکوک ڈالے جاتے ہیں۔ تو اس وقت مجھے نہیں لکھتے اور ان کا ازالہ نہیں کراتے۔ شاید اسے شرم سمجھتے ہیں۔ لیکن اکثر اوقات یہ شرم بے شرمی ہو جاتی ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے سامنے آنحضرت ﷺ سے ایک عورت نے آکر پوچھا کہ کیا اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو نہائے۔ عائشہؓ کہتی ہیں مجھے یہ سن کر بہت شرم آئی اور میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر کہا یہ تو نے کیا کہا۔ عورتوں کو بدنام کر دیا تجھے یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا دین کی باتوں میں شرم نہیں ہوتی۔ؔ تو آپ لوگوں کو بھی دین کے معاملہ میں شرم نہیں کرنی چاہئے۔ اگر کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہو یا اس سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا اسے جواب نہ آتا ہو تو وہ مجھے لکھ دے۔ جلسہ کے موقعہ پر اس قسم کی ہزاروں باتوں کے متعلق اگر بتایا جائے تو پھر اور کام کس طرح ہوں۔ کیونکہ وقت بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو چاہئے کہ دوسرے ایام میں ان باتوں کا ازالہ کروائیں۔ یہاں آکر تسلی کریں اور اگر ایسی ضرورت ہو کہ یہاں سے کوئی آدمی بھیجا جائے تو وہ بھی ہم بھیج دیا کریں گے۔ کیا دین کوئی ایسی حقیر چیز ہے کہ جس کی کچھ پرواہ نہیں ہونی چاہئے اور ردی کی طرح پھینک دینا چاہئے۔ غالب کہتا ہے۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

اس میں اس نے اپنے جام کی تعریف یہ کی ہے کہ اگر ایک ٹوٹ گیا تو اور لے آئیں گے۔ یہی حال اس وقت لوگوں نے ایمان کا کر رکھا ہے۔ ایمان کی عظمت دل میں نہیں رہی۔ سمجھتے ہیں کہ ایک عقیدہ چھوڑا تو دوسرا اختیار کر لیں گے۔ دوسرا چھوڑا تو تیسرا اختیار کر لیں گے۔ لیکن آپ لوگ یاد رکھیں کہ ایمان بڑی اعلیٰ اور قیمتی چیز ہے۔ اس کی آپ لوگوں کو خاص طور پر حفاظت اور قدر کرنا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول شک کو آم کی گٹھلی سے اس طرح تشبیہ دیا کرتے تھے کہ ایک وقت ہوتا ہے جبکہ چھوٹے چھوٹے بچے اکھیڑ کر پیپیاں بنا لیتے ہیں۔ لیکن ایک وقت وہ

ؔ مسلم مع شرح النووی کتاب الحیض باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منہا

بھی آتا ہے کہ اگر بیسیوں آدمی مل کر دھکا دیں تو بھی وہ ہل نہیں سکتا۔ پس جب شک جڑھ پکڑ جائے اور مضبوط ہو جائے تو پھر اس کا دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسا زنگ لگ جاتا ہے جو صاف نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اس وقت خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی ہلاکت اور تباہی کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ کسی کے دل میں شک پیدا ہو کر بڑھے اور پیشتر اس کے کہ اس کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جائے۔ بہتر بلکہ ضروری ہے کہ اپنے شک و شبہ سے مجھے اطلاع دی جائے یا ان لوگوں سے ملا جائے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے ازالہ شکوک کی قابلیت بخشی ہے۔ پس آپ لوگوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی ایسا سوال پیش کیا جائے۔ جس کا آپ کو جواب نہ آتا ہو یا کوئی آپ کے دل میں کسی قسم کا شبہ اور وسوسہ ڈالے تو بجائے اس کے کہ اس کو چھپاؤ فوراً ظاہر کر دو۔ کیا ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے دل میں کوئی مرض ہو یا تپ چڑھا ہو تو وہ اسے چھپائے اور کسی کو نہ بتائے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو بھاگتا ہوا طبیب کے پاس جائے گا۔ پس جب درد اور تپ کے لئے جسمانی طبیبوں کے پاس لوگ جاتے اور اپنی بیماری کھول کھول کر بتا کر علاج چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے روپیہ اور وقت صرف کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے جب ان کے ایمان میں کوئی نقص پیدا ہو یا ان کے دل میں شیطان کوئی شبہ ڈالے اور دھوکا دینا چاہے تو اس کے دور کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ میں آپ لوگوں کو درد دل سے نصیحت کرتا ہوں کہ جس کو کوئی شبہ ہو وہ مجھے اطلاع دے میں اس کو جواب پہنچادوں گا اور وہ اس سے ازالہ کرلے۔

بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی ناواقف کے سامنے شبہ پیش کیا جاتا ہے مگر اس کے تسلی بخش جواب نہ دینے کی وجہ سے شبہ اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ وہ اپنے شکوک میرے سامنے کیوں پیش نہیں کرتے اور کیوں مجھ سے جواب نہیں پوچھتے انہوں نے میری بیعت کسی فائدہ کے لئے ہی کی ہے اگر وہ مجھ سے ایسی باتوں میں فائدہ نہیں اٹھاتے تو ان کی بیعت کس غرض کے لئے ہوئی۔ انہوں نے میری بیعت اسی لئے کی ہے کہ جماعت قائم رہے اور جماعت میں کسی قسم کا فتنہ نہ ہو۔ پس جب کوئی شخص ان کے دل میں کوئی وسوسہ یا شبہ ڈالتا ہے تو وہ کیوں مجھ سے اس کا ازالہ نہیں کرواتے۔ خلیفہ کا وجود ایک حجت اور راصل ہے ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (النور: ۵۶) پس تم لوگ اس روحانی کھانا سے فائدہ

اٹھاؤ اور اپنے دین کو مضبوط کرو۔ لیکن اگر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا تو اسکی ایسی ہی مثال ہے ایک شخص جنگل میں کھانے اور پانی کے لئے تڑپ تڑپ کر جان توڑ رہا ہو حالانکہ کھانا اور پانی اس کے پاس رکھا ہو ایسا انسان واقعہ میں سخت بد قسمت ہے۔ اگر کوئی ہم سے اپنے شکوک کا ازالہ کروانے کی کوشش کرے۔ پھر خواہ وہ دور نہ ہوں وہ قیامت کے دن کہہ سکتا ہے کہ اے خدا میں تیرے مقرر کردہ خلیفہ کے پاس ان شکوک کو لے کر گیا تھا مگر وہاں بھی دور نہ ہو سکے۔ لیکن جو شخص بجائے میرے پاس آنے کے ایسے لوگوں سے ازالہ چاہتا ہے۔ جو ان کے دور کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے وہ حق سے اور زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ کیوں تم نے خلیفہ سے نہ پوچھا اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے آؤ اب تمہیں اسکی سزا دی جائے۔

پس اپنے ایمان کی فکر کرو۔ اور ہر ایک بات کے متعلق مجھ سے پوچھو اسی میں تمہارا فائدہ ہے۔

---

[1] (نوٹ) یہاں پر نبوت مسیح موعود' اسمہٗ احمد اور مسئلہ کفر کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اصل الفاظ القول الفصل سے نقل کئے جاتے ہیں جن کو مولوی محمد احسن صاحب نے نہ صرف صادق بتایا تھا۔ بلکہ انہیں سن کر اس قدر خوش ہوئے تھے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ پیری و دیگر امراض کو بھی فراموش کر دیا تھا۔ (مرتب کنندہ)

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق القول الفصل کے صفحہ ۱۴ پر حضرت خلیفۃ المسیح تحریر فرماتے ہیں۔ "میں پھر بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں جیسا کہ پہلے متعدد بار اعلان کر چکا ہوں کہ میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں۔ لیکن نہ ایسا کہ وہ نئی شریعت لائے ہیں۔ اور نہ ایسا کہ ان کو آنحضرت ﷺ کی اتباع کے بغیر نبوت ملی ہے اور ان معنوں سے آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ اگر حقیقی نبی کے یہ معنی ہوں کہ وہ نبی ہے یا نہیں۔ تو میں کہوں گا کہ اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں بناوٹی نقلی یا اسمی نہیں مانتا۔ میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لانے والے ہیں۔ دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے۔ اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان' زکریا' یحیٰ علیہم السلام اور ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں۔ اور نہ ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے۔ لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔ اور سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گذرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔ لہٰذا اس قسم کی نبوت صرف اس مکمل انسان کے اتباع میں ہی پائی جاسکتی تھی۔ اس لئے پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں۔ اور اس امت میں سے بھی صرف مسیح موعود کو اس وقت تک یہ درجہ عطا ہوا ہے۔

اسمہٗ احمد کے متعلق القول الفصل صفحہ ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "پس آنحضرت ﷺ احمد تھے اور سب سے بڑے احمد تھے۔ کیونکہ آپ سے بڑا کوئی مظہر صفت احمدیت کا نہیں ہوا۔ لیکن آپ کا نام احمد نہ تھا۔ اور اسمہٗ احمد کا مصداق مسیح موعود ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ کی طرف بھی یہ پیشگوئی بوجہ آقا اور استاد ہونے کے اشارہ کرتی ہے۔"

منکرِ حضرت مسیح موعود کے متعلق القول الفصل صفحہ ۳۳ پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "دوسرا مسئلہ کفر ہے۔ جس پر خواجہ صاحب نے بحث کی ہے۔ اس مسئلہ پر میں خود حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریر میں شائع کر چکا ہوں۔ مزید تشریح کی ضرورت نہیں میرا وہی عقیدہ ہے اور جبکہ میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے۔ جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاءؑ نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ پس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔ وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ یہ حکم فلاں فلاں قسم کے نبیوں کی نسبت ہے۔ ہاں میں اس فرق کو ضرور تسلیم کرتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں اس کی مزید تشریح فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ صاحب شریعت نبی چونکہ شریعت کے لانے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا انکار بلاواسطہ انسان کو کافر بنا دیتا تھا۔ لیکن ہمارے حضرت مسیح موعودؑ کو چونکہ جو کچھ ملا ہے آنحضرت ﷺ کے طفیل اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ اس لئے اپ کا انکار بھی اسی واسطہ سے کفر ہوتا ہے یعنی آپ کا انکار آنحضرت ﷺ کا انکار ہے"

[2] یہ مکمل تقریر ۱۲ مارچ ۱۴ء کے الفضل میں چھپ چکی ہے۔ (مرتب کنندہ)